حضرت ابراھیم کی قربانی حقائق اور اسرار

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی

(بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

شعبۂ تحقیق واشاعت

Jamia Islamia Maseehul Uloom, Bangalore

K.S. Halli, Post Kannur Village, Bidara Halli Hobli, Baglur Main Road, Bangalore - 562149

H.O # 84, Armstrong Road, Mohalla Baidwadi, Bharthi Nagar, Bangalore - 560 001

Mobile : 9916510036 / 9036701512 / 9036708149

حضرت ابراهیم علیہ السلام کی قربانی
حقائق و اسرار

حضرت ابراهیم ؑ کی قربانی
حقا ئق و اسرار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

حامداومصلیا: اما بعد زیرِنظر مضمون ''حضرت ابراھیم کی قربانی: حقائق و اسرار'' کئی سال پیشتر لکھا گیا تھا جو بعض اخبارات میں اسی وقت شائع بھی ہو گیا تھا اب بعض احباب کی خواہش پر اس کو کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے ۔ اس میں حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کا وہ عجیب وغریب واقعہ پیش کیا گیا ہے جو قربانی کی اصل ہےاوراس میں اصل واقعہ کے ساتھ ساتھ اس کے اسرار اوراس سے حاصل ہونے والی عبرتیں ونصائح کی طرف بھی نشاندہی کی گئی ہے۔ اللہ تعالی سے دعاء ہے کہ اس کو شرفِ قبول عطاء فرمائے۔

فقط

محمد شعیب اللہ خان
(مہتمم جامعہ اسلامیہ مسیح العلوم، بنگلور)

۴/ جمادی الاخری/۱۴۲۲
۱۴/ اگست /۲۰۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت ابراھیم علیہ السلام کی قربانی

حقائق و اسرار

عیدالاضحیٰ کے مبارک ومقدس موقعہ پراللہ تعالیٰ کی تقدس مآب بارگاہ میں اہل اسلام اپنی اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں اوراللہ کی جناب میں تقرب پانے اوراس کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، یہ مقدس ومبارک عمل دراصل ایک عجیب وغریب واقعہ کی یادگاراوراس کی نقل ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے تمام اگلے اور پچھلے لوگ عاجز وقاصر ہیں، اس واقعہ کاتعلق دومقدس ومحترم شخصیتوں سے ہے ایک حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور دوسرے حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شخصیت:

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی شخصیت سے کون ناواقف ہوگا؟ آپ اللہ کے وہ برگزیدہ نبی ہیں کہ جنہوں نے اللہ کی محبت میں ایسے مصائب جھیلے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کوخُلت کا بلندترین مقام عطافرمایا، اورقرآن پاک میں جگہ جگہ آپ کی تعریف فرمائی اور ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کوحکم دیا کہ آپ ملتِ ابراہیمی کا اتباع کریں اورآپ کوساری دنیائے انسانیت کاامام بنایا گیا، آپ ہی ہیں جنہوں نے اللہ کے حکم سے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی اور حج کا اعلان کیا اور حج جیسی مقدس عبادت کی تعلیم دی، وہ آپ ہی کی ذات کریمہ ہے جس نے کفروشرک کے ماحول میں جنم لینے اورآنکھ کھولنے کے باوجود کفروشرک کی آلودگیوں سے نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو بچایا بلکہ بہت سے لوگوں کواس سے محفوظ رکھا اورنعرۂ توحید بلند کرتے ہوئے پورے ماحول ومعاشرہ کوچیلنج کردیا، اور جب اس راہ میں مصائب

و پریشانیاں لاحق ہوئیں تو پورے صبر وتحمل کے ساتھ اللہ کی خاطر ان کو برداشت کیا آپ کو آگ میں ڈالا گیا، جلاوطن کیا گیا، ایذائیں وتکلیفیں پہنچائی گئیں، اور یہ سب کچھ آپ نے اللہ کے لیے بشوق ورغبت برداشت کیا اور اللہ کی محبت کا ثبوت دیتے رہے۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت:

جب آپ نے اپنے وطن (عراق) سے ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی تو آپ کے ساتھ حضرت سارہؑ آپ کی زوجۂ محترمہ اور حضرت لوطؑ آپ کے بھتیجے بھی تھے، درمیانی منزل مصر میں قیام فرمایا تو وہاں کے بادشاہ نے حضرت سارہ علیہا السلام پر بدنیتی سے دست درازی کی اور اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اس کے ہاتھ شل کر دیئے اور اس طرح تین مرتبہ ہوا، حضرت سارہ کی یہ کرامت دیکھ کر بادشاہ متاثر ومرعوب ہوا اور ہاجرہ نامی ایک باندی (جو اصل میں ایک قبطی النسل شہزادی تھی) حضرت سارہ کی خدمت کے لیے بطور ہدیہ پیش کی اور حضرت سارہ نے وہ باندی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ہبہ فرمادی، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کو اپنے نکاح میں لے لیا، پھر ملکِ شام میں جا کر سکونت اختیار فرمائی، مگر ایک طویل مدت تک حضرت ابراہیم علیہ السلام کے یہاں کوئی اولاد نہیں ہوئی یہاں تک کہ آپ کی عمر تقریباً چھیاسی برس کی ہوگئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ سے اولاد کے لیے دعا فرمائی:

﴿ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴾ (سورۂ صافات:۹۹)

(ترجمہ: اے میرے پروردگار مجھے صالحین میں سے ایک صالح اولاد عطا فرما)

اور اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی اور آپ کو ایک حلم والے لڑکے کی بشارت دی۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیْمٍ ﴾ (صافات:۱۰۱)

(ترجمہ: پس ہم نے ان کو ایک حلیم لڑکے کی بشارت دی)

یہ دعا جب آپ نے فرمائی تو آپ کی عمر ایک روایت کے مطابق چھیاسی برس اور ایک روایت کے مطابق پچاسی برس تھی۔(۱)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نذر ومنّت:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اللہ سے اولاد کے لیے دعا کی تو یہ نذر ومنت بھی کی کہ اگر مجھے لڑکا ہوگا تو اس کو اللہ کے لیے قربان کردوں گا مگر جب لڑکا پیدا ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی نذر یاد نہ رہی اور وہ اس کی تکمیل نہ کرسکے، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں آیا ہے۔(۲)

جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا قبول ہوئی اور آپ کے گھر حضرت ہاجرہؓ کے بطن سے ایک حسین وجمیل بچہ تولد ہوا تو اس کا نام اسماعیل رکھا گیا--- یہ لفظ عبرانی زبان کا ہے اور اس کے معنی ہیں ''سمیع اللہ'' عبرانی میں اسماع یا اشماع کے معنی سمیع اور ایل کے معنے ''اللہ'' کے ہوتے ہیں، چونکہ حضرت اسماعیل اللہ تعالیٰ سے دعا کے نتیجہ میں پیدا ہوئے، اس لیے آپ کا نام اسماعیل رکھا گیا---- اس کے بعد اللہ تعالے نے بعض مصلحتوں اور حکمتوں کی وجہ سے آپ کو حکم دیا کہ اپنی زوجہ حضرت ھاجرہ اور لختِ جگر اسماعیل دونوں کو مکہ کی بے آب وگیاہ وادی میں چھوڑ آئیں، آپ نے اس نازک موقعہ پر بھی اللہ کی محبت میں اس حکم کی تعمیل کی اور حضرت جبریل علیہ السلام کی معیت میں حضرت ھاجرہ اور حضرت اسماعیل کو مکہ لیجا کر چھوڑ آئے اور آپ حسبِ سابق ملکِ شام میں قیام پذیر رہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب:

---

(۱) بدائع الزھور: ۸۸ (۲) بدائع الزھور: ۸۸

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے ساتھ مکہ مکرمہ کے بے آب وگیاہ میدان میں زندگی بسر کررہے تھے اور بڑھتے بڑھتے اس قابل ہوگئے کہ ہلکے پھلکے کام کرسکیں تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ملک شام میں (جہاں آپ کی سکونت تھی) ایک خواب نظر آیا۔

وہ یہ کہ خواب میں کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے کہ ابراہیم! اپنی نذر کو پورا کرو دیکھو اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتا ہے کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو! یہ خواب ذی الحجہ کی آٹھ تاریخ کو دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو سوچنے لگے کہ یہ کیا خواب ہے؟ اور یہ کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے یا شیطان کی طرف سے؟ اسی لیے آٹھ ذی الحجہ کو یوم الترویہ یعنی تفکر وتذبذب کا دن کہا جاتا ہے۔ پھر جب نویں ذی الحجہ کی رات ہوئی تو پھر وہی خواب نظر آیا جب صبح ہوئی تو آپ نے سمجھ لیا کہ یہ خواب اللہ کی طرف سے ہی ہے، اسی لیے نویں ذی الحجہ کو یوم عرفہ (جاننے اور پہچاننے کا دن) کہا جاتا ہے۔ پھر دس ذی الحجہ کی رات بھی اسی طرح کا خواب دیکھا اور دس ذی الحجہ کو ارادہ فرمایا کہ اس حکم خداوندی کے موافق اپنے لختِ جگر ونور نظر اسماعیل (علیہ السلام) کو اللہ کے لیے ذبح کرکے قربانی پیش کروں۔ اسی لیے دس ذی الحجہ کو یوم النحر (قربانی کا دن) کہا جاتا ہے۔(۱)

❁ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے:

خواب میں آپ کو قربانی کا حکم دیا گیا اور انبیاء علیہم السلام کا خواب بھی وحی الٰہی ہوتا ہے۔ محمد بن کعبؒ نے فرمایا کہ رسولوں پر اللہ کی طرف سے وحی بیداری ونیند دونوں حالتوں میں آتی تھی، کیونکہ انبیاء کے قلوب سوتے نہیں اور یہ بات مرفوع حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم معاشرہ انبیاء وہ

(۱) درمنثور: ۷/۱۱۱، عن ابن عباسؓ تفسیر قرطبی: ۱۵/۱۰۲، روح المعانی: ۲۳/۱۲۸

ہیں کہ ہماری آنکھیں سوتی ہیں مگر دل نہیں سوتے۔(۱)

غرض انبیاء کرامؑ پر خواب میں بھی وحی آتی ہے اس لیے ان کے خواب حجت شرعیہ ہیں اور اس پر عمل ان کے لیے ایسا ہی ضروری ہے جیسے حالت بیداری میں آنے والی وحی پر عمل ضروری ہے مگر عام انسانوں کے خواب حجتِ شرعیہ نہیں کیونکہ ان کے خواب سچے بھی ہو سکتے ہیں اور جھوٹے بھی ہو سکتے ہیں حتّٰی کہ حضراتِ اولیاء اللہ کے خواب بھی شریعت میں حجت کا درجہ نہیں رکھتے۔

خواب کی تعبیر:

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خواب میں جب یہ دیکھا کہ آپ کو اپنے بچہ کی قربانی پیش کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے تو اس کی تعبیر اولاً آپ نے یہ نکالی کہ اس سے مراد جانوروں کی قربانی پیش کرنا ہے۔ چنانچہ پہلی اور دوسری رات خواب دیکھنے کے بعد آپ نے کچھ اونٹ بھی اللہ کے نام پر قربان فرمائے مگر جب تیسری رات بھی وہی خواب دیکھا تو سمجھا کہ مراد یہ ہے کہ اپنے اکلوتے اور محبوب لڑکے کو ذبح کر دوں کیونکہ صرف جانور کی قربانی اس سے مراد ہوتی تو تیسری رات پھر وہی حکم نہ دیا جاتا جو پہلی دو راتوں میں دیا گیا تھا۔

خواب میں حکم دینے کی حکمت:

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم خواب میں کیوں دیا جبکہ بیداری میں بذریعہ وحی بھی یہ حکم دیا جا سکتا تھا، پھر صاف حکم مل جانے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تعمیل حکم میں تذبذب و پریشانی بھی پیش نہ آتی؟

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم خواب کے ذریعہ دینے میں یہ حکمت ہے کہ حضرت

(۱) قرطبی: ۱۰۲/۱۵

ابراہیم علیہ السلام کی کمال اطاعت اور اللہ تعالیٰ سے کمال محبت کا پوری طرح مظاہرہ ہو، کیونکہ خواب میں تاویلات کی گنجائش ہوتی ہے اور انسانی نفس عام طور پر ان تاویلات کی آڑ میں تعمیل حکم سے جی چرانے کی کوشش کرتا ہے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام محض ایک خواب میں حکم پا کر تعمیل حکم خداوندی کے لیے تیار ہو گئے اور تاویلات کی ہر راہ کو ان کی اطاعت شعاری اور محبت خداوندی نے بند کر دیا اور وہ بلا چون و چرا اللہ کے لیے اپنے اکلوتے کی قربانی پیش کرنے چل پڑے، اس سے ان کی اطاعت شعاری کا کمال اور محبت خداوندی میں رسوخ کا اندازہ ہوا، اس لیے بجائے بیداری کے خواب میں آپ کو حکم دیا گیا۔

دوسری حکمت اس میں یہ ہے کہ خواب میں حکم دینے سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کمال آزمائش مقصود ہے، اگر بیداری میں صاف حکم دیا جاتا تو ایسی آزمائش نہ ہوتی، کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صاف حکم پا کر تعمیل حکم کے لیے اقدام فرما ہی دیتے، مگر جب ایک بات خواب میں دکھائی جا رہی ہے اور اس میں تاویل کی بھی گنجائش ہے پھر بھی اصل مقصود و منشاء خداوندی کو معلوم کرنا اور اس پر عمل کرنا دراصل ایک بہت ہی کٹھن مرحلہ اور سخت ترین آزمائش ہے، اور اس کے باوجود بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اس مرحلہ میں کامیاب ہونا، ان کے مقامِ عزیمت کی کھلی دلیل اور ان کے بلندیٔ مقام و عظمت شان کی بین علامت ہے۔

❁ خواب قولی تھا یا فعلی؟

یہاں ایک بحث یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو خواب دیکھا تھا وہ قولی تھا یا فعلی؟ اوپر روح المعانی و تفسیر قرطبی کے حوالہ سے خواب کی جو کیفیت مذکور ہوئی اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ خواب میں کسی (فرشتہ) نے آپ کو یہ

حکم دیا کہ اللہ کے نام پر اپنے بیٹے کو ذبح کر دو، اس سے معلوم ہوا کہ یہ خواب قولی تھا مگر قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جو الفاظ مذکور ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خواب فعلی تھا، یعنی آپ نے خواب میں دیکھا کہ آپ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں، چنانچہ آپ نے فرمایا کہ: ﴿یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُکَ﴾ (صٰفّٰت ۱۰۲)

(ترجمہ: اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا کہ تجھ کو ذبح کر رہا ہوں)

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواب فعلی تھا مگر دونوں باتوں میں تطبیق ممکن ہے، اس طور پر کہ اولاً آپ کو فرشتہ نے قول کے ذریعہ حکم دیا جیسا کہ روایات میں ہے پھر خواب ہی میں آپ نے اس کی تعمیل فرماتے ہوئے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا عمل کیا، اس طرح دونوں باتیں صحیح ہو گئیں۔

غرض یہ کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب کے ذریعہ حکمِ خداوندی ہوا کہ اپنے لختِ جگر و نورِ نظر حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے نام پر ذبح کر دو، تو آپ اس کی تعمیل و امتثال کے لیے بدل و جاں تیار ہو گئے اور کیوں نہ تیار ہوتے جبکہ آپ اللہ کے خلیل و حبیب تھے اور اللہ کی محبت میں ہمہ وقت سرشار و چور رہتے تھے۔

❁ حضرت اسماعیل علیہ السلام سے مشورہ اور ان کا جواب:

مگر اس سے قبل کہ آپ اس کی تعمیل کے لیے کمر بستہ ہوتے، آپ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے مشورہ فرمایا اور اس سلسلہ میں ان کی رائے دریافت کی۔ قرآن مجید کہتا ہے:

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ

اَذْبَحُکَ فَانْظُرْ مَاذَاتَرٰی﴾ (صٰفّٰت:۱۰۲)

(جب (اسماعیل) ایسی عمر کو پہنچے کہ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ برخوردار! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں، سوتم بھی دیکھ لو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟)

اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے جو جواب دیا وہ واقعی شانِ نبویؐ کا مظہر اتم اور خانوادۂ نبوت کے پروردہ ہونے کی ایک بین وروشن علامت ہے، نیز آپ کے کمالِ ایمان وعقل کا واضح ثبوت بھی ہے، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جواب کو قرآن نے نقل فرمایا ہے کہ:

﴿قَالَ یٰاَبَتِ افْعَلْ مَاتُؤْمَرُ، سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ﴾

(ترجمہ: اسماعیل علیہ السلام نے کہا کہ ابّا جان! آپ کو جو حکم ہوا ہے آپ وہ کیجئے۔ ان شاءاللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔(صٰفّٰت ۱۰۲)

چند اہم نکات:

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اس مشورہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس جواب میں چند اہم نکات ہیں جن پر روشنی ڈالنا ضروری ہے۔

(ا) پہلی بحث اور پہلا نکتہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس سلسلہ میں مشورہ لینے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی جبکہ آپ جانتے تھے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک حکم ہے اور کیا حضرت اسماعیل علیہ السلام اس کے خلاف رائے دیتے تو آپ اس حکم کی تعمیل نہ کرتے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اپنے صاحبزادے

سے مشورہ اس لیے نہیں تھا کہ نعوذ باللہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے مشورہ پر عمل کیا جائے ،خواہ وہ موافقت میں مشورہ دیں یا مخالفت میں دیں بلکہ یہ مشورہ بطور امتحان تھا کہ آپ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ایمانی جذبہ اور تعلق مع اللہ کا امتحان لینا چاہتے تھے اور یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ وہ اس سوال پر کیا رائے ظاہر کرتے ہیں جس سے ان کے ایمان باللہ و تعلق مع اللہ اور محبت للّٰہ و مع اللہ کی نوعیت و کیفیت معلوم ہو جیسے کبھی استاذ و باپ اپنے شاگردوں اور بچوں سے سوالات کر کے ان کا امتحان لینا چاہتے ہیں۔

اس کی ایک حکمت حضرت امام شافعیؒ نے بیان کی ہے، وہ یہ کہ حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے سے یہ مشورہ اس لیے کیا کہ آپ تفویض وصبر و تسلیم اور اللہ کے حکم کی تعمیل وانقیاد کا ذکر ان کی زبان سے نکلوانا چاہتے تھے۔(۱)

اور ایک وجہ وحکمت اس مشورہ کی یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حکم الٰہی پر عمل کے لیے پہلے ہی سے تیار کر دیں، کیونکہ اطلاع وخبر کے بغیر اچانک ذبح کرنے کی صورت میں یہ امکان تھا کہ کہیں بےخبری میں مزاحمت نہ کریں۔لہٰذا بصورتِ مشورہ اطلاع دے کر اس حکمِ خداوندی پر عمل کی ترغیب اور اس کے لیے تیار رہنے کی تاکید فرمائی ہے،لہٰذا اس میں کوئی اشکال کی بات نہیں۔

۞ دوسرا نکتہ:

دوسری بات یہ قابل غور ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو یہ نہیں بتایا کہ مجھے اللہ کا حکم ہوا ہے کہ میں تم کو ذبح کروں بلکہ صرف خواب کے حوالہ سے یہ فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں،اس میں بظاہر یہ حکمت معلوم ہوتی ہے کہ اللہ کی طرف منسوب کر کے پیش فرمانیکی صورت میں

(۱) درمنثور:۱۰۹/۷

خدانخواستہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اس میں کچھ پس وپیش کرتے تو حکمِ خداوندی سے صریح اعراض وروگردانی لازم آتی ،لہٰذا آپؑ نے اس کو حکمِ خداوندی کی صورت سے پیش نہیں کیا، بلکہ اپنے ایک خواب کی حیثیت سے پیش کیا اور رائے دریافت کی تا کہ وہ اس خواب کی تعبیر میں غور کریں ،مگر چونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ کے نبی ہونے والے تھے تو اللہ نے آپ کو توفیق دی کہ وہ خواب کا منشاء بھی سمجھ گئے اور ساتھ ساتھ تعمیل کے لیے بھی پوری طرح مستعد و تیار ہو گئے۔

❁ تیسرا نکتہ:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بصیرت وفراست کا اندازہ کیجئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خواب کو سن کر فرماتے ہیں ﴿ اِفْعَلْ مَاتُؤْمَرُ ﴾ کہ آپ کو جس کا حکم ہوا ہے وہ کیجئے۔حالانکہ حکم ہونے کا کوئی ذکر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نہیں فرمایا وجہ یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے چونکہ خاندان نبوت وخانۂ نبوت میں تربیت پائی تھی ،اس لیے آپ نے سمجھ لیا کہ نبی کا خواب وحی الٰہی ہوتا ہے،اس لیے خواب کو حکم سے تعبیر فرمایا،اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی پر جس طرح بیداری میں اللہ کی وحی نازل ہوتی ہے اسی طرح حالت نوم (سونے کے وقت) بھی آتی ہے، کیونکہ نبی کا قلب سوتے وقت بھی بیدار اور متوجہ الی اللہ ہوتا ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب کی شکل میں جس طرح وحی آتی ہے اسی طرح کتاب سے ہٹ کر بھی وحی ہوتی ہے جس کو حدیث وسنت کہتے ہیں۔

❁ چوتھا نکتہ:

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام نے والد کی بات سن کر یہ فرمایا کہ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کیجئے ،تو اس کے بعد یہ بھی فرمایا کہ مجھے آپ ان شاء اللہ صبر

کرنے والوں میں سے پائیں گے یہ دراصل والد محترم حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یقین دلانے کے لیے تھا کہ تعمیل حکم میں، میں بھی آپ کا پورا تعاون کروں گا اور کوئی مزاحمت نہیں کروں گا، پھر اس میں ''ان شاء اللہ'' کا لفظ بڑھا کر مشیت خداوندی پر اعتماد اور اس سے استناد کیا ہے جو ایک طرف ان کے کمال ایمان و اعتماد علی اللہ اور توکل علی اللہ کی طرف اشارہ کرتا ہے تو دوسری طرف یہ بتا رہا ہے کہ انہوں نے اپنے نفس پر اعتماد و بھروسہ نہیں کیا جو ان کے کمالِ اخلاق کا پتہ دے رہا ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان شاء اللہ کہہ کر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے بتایا کہ میں صرف اللہ کی توفیق سے اس حکم کی تعمیل میں ثابت قدم رہ سکتا ہوں ورنہ نفس پر کوئی بھروسہ نہیں، اس سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنے نفس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے بلکہ ہر دینی و دنیوی معاملہ میں صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے۔

❁ پانچواں نکتہ:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس جواب میں ایک اور بات بڑی ہی قابل غور ہے، وہ یہ کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ آپ مجھے '' صبر کرنے والا '' پائیں گے، بلکہ یوں فرمایا کہ '' مجھے آپ صبر کرنے والوں '' میں سے پائیں گے، اس میں اس جانب اشارہ ہے کہ میں اکیلا ہی صبر کرنے والا نہیں ہوں کہ یہ میری خصوصیت ہو بلکہ صبر کرنے والے تو بہت ہیں، ان ہی میں سے ایک میں بھی ہوں، یہ دراصل آپ کی غایتِ تواضع کی بات ہے۔

❁ مقام عبرت:

حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اس جواب میں جو اہم نکات آپ نے ملاحظہ فرمائے ان سے آپ کی فہم و بصیرت کا کمال، ایمان و یقین کی پختگی، تعلق و محبت

خداوندی کا رسوخ، اخلاق و آداب کی پاکیزگی کا خوب اندازہ ہوتا ہے مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ جس وقت یہ جواب آپ نے دیا تھا آپ کی عمر اس وقت صرف ۱۳ (تیرہ) برس کی تھی۔(۱)

اللہ اکبر! اس چھوٹی سی عمر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ایسا جواب دینا، آپ کی سلامتی طبع کی بین دلیل ہے۔اس جواب سے ہمیں عبرت حاصل کرنا چاہیے کہ اگر اللہ کا حکم ہمارے سامنے آئے تو کیا ہم اسی طرح اس کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے اس طرح کی قربانی پیش کرتے ہیں؟ جانور کی قربانی تو ہم بھی کرتے ہیں مگر جب تک یہ جذبہ اس کے اندر کارفرما نہ ہو وہ حقیقی معنی میں قربانی کہاں؟

ذبح کی تیاری اور حضرت ہاجرہؑ سے رخصتی :

اس کے بعد حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام نے اللہ کے اس حکم کی تعمیل کے لیے تیاری فرمائی، قصص النبیین کی روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ علیہا السلام سے فرمایا کہ اسماعیل کے سر کو کنگھی کر کے بال اس کے مشک وعنبر سے خوشبودار کر دو اور آنکھوں میں سرمہ لگا کر پاکیزہ کپڑے پہنا دو کہ میرے ساتھ دعوت میں جائیں گے، چنانچہ حضرت ہاجرہؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو اسی کے موافق تیار کر دیا اور فرمایا کہ اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ضیافت میں جاؤ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر نکل پڑے، اس روایت میں جو یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ کو بتایا کہ دعوت میں جانا ہے یہ کوئی جھوٹ نہیں کیونکہ یہ بھی اللہ کی طرف سے ایک دعوت ہی تھی، دعوت صرف کھانے پینے ہی کی نہیں ہوتی، دعوت روحانی بھی ہوتی ہے اور اس

(۱) روح المعانی: ۱۲۸/۲۳، قرطبی: ۹۹/۱۵

میں کیا شک ہے کہ یہ دعوت روحانی تھی۔

شیطان کا بہکاوا اور حضرت ہاجرہ کا جواب:

جب حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام گھر سے چلے گئے تو شیطان کو بڑی فکر لاحق ہوئی اور وہ ان حضرات کے اس نظام و پروگرام کو باطل کرنے کی تدبیر سوچنے لگا، ایک حدیث میں ہے کہ شیطان نے کہا کہ اگر میں نے ان کو اس موقعہ پر فتنہ میں نہ ڈالا تو پھر کبھی بھی میں ان کو بہکا نہ سکوں گا۔(۱)

اس کے بعد وہ سب سے پہلے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے پاس گیا اور ان کو بہکانے کی کوشش کرنے لگا، شاید یہ خیال کیا ہوگا کہ عورت عقل و دین دونوں میں ناقص و کمزور ہوتی ہے لہٰذا پہلے ان ہی کو فتنہ میں ڈالا جائے اور پھر ان کے ذریعہ ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام پر بھی قبضہ کیا جاسکتا ہے، چنانچہ حضرت ہاجرہ کے پاس انسانی شکل میں آیا اور کہنے لگا۔

''کیا تم کو خبر بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام تمہارے بچہ کو کہاں لے گئے ہیں؟ (۲)

حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا کہ وہ اپنی کسی ضرورت سے لے گئے ہیں، کہنے لگا کہ نہیں وہ تو اپنے بچہ کو ذبح کرنے لے گئے ہیں، حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے فرمایا کہ کیا کوئی باپ اپنے بچہ کو ذبح کرتا ہے؟ کہنے لگا کہ ان کے خدا کا ان کو یہی حکم ہے۔

---

(۱) ابن کثیر: ۱۵/۴، درمنثور: ۱۰۸/۷، قرطبی: ۱۰۵/۱۵

(۲) ایک جگہ ابن کثیر و قرطبی و درمنثور میں جو روایت آئی ہے اس میں اس واقعہ کو اسحاق علیہ السلام کا بتایا گیا ہے اور حضرت ہاجرہ کی جگہ حضرت سارہؓ کا نام ہے، ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ حدیث منکر ہے اور اگر محفوظ ہے تو اشبہ یہ ہے کہ اسماعیل کی جگہ اسحاق کر کے تحریف کی گئی ہے (دیکھو ابن کثیر ۱۵/۴) اصل حدیث حضرت کعب احبار سے ہے اور غالباً اسرائیلی روایات اس کا ماخذ ہیں اور یہود نے اس میں حسد سے تحریف کر کے اسماعیل کو اسحاق بنا دیا ہے۔

حضرت ہاجرہ فرمانے لگیں کہ اگر خدا کا یہ حکم ہے تو یہ اچھی بات ہے کہ اس کی تابعداری کی جائے۔(۱)

حضرت ہاجرہؑ کی ایمانی قوت:

شیطان نے خیال کیا تھا کہ میں حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو عورت ذات ہونے کی وجہ سے بآسانی بہکالوں گا، مگر حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے ایسا جواب دیا کہ اس کی ساری تدبیر فیل ہوگئی، حضرت ہاجرہ کو نہیں معلوم تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بچہ کو کہاں لے گئے ہیں؟ صرف اتنا معلوم تھا کہ دعوت میں گئے ہیں یا کسی حاجت وضرورت سے تشریف لے گئے ہیں جب شیطان نے (جو انسانی شکل میں آیا تھا) بتایا کہ ابراہیم علیہ السلام تو اپنے بچہ کو ذبح کرنے لے گئے ہیں تو اولاً حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے یہ جواب دیا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے بچہ کو ذبح کردیں کیا کوئی باپ اپنے بیٹے کو قتل کرتا ہے؟ یہ سن کر شیطان لاجواب ہوگیا اور اپنی بات پر یقین دلانے کے لیے ایک ایسی بات اس کی زبان سے نکل گئی جس سے اس کی پوری تدبیر وکارروائی اکارت ہوگئی، شیطان نے کہا کہ ہاں کوئی باپ اپنے بچہ کو ذبح نہیں کرتا مگر ابراہیم علیہ السلام اپنے بچہ کو اس لیے ذبح کرنا چاہتے ہیں کہ ان کو اللہ کا یہی حکم ہوا ہے، شیطان یہ سمجھا کہ جب میں یہ کہوں گا تو وہ پریشان ہوجائیں گی اور واویلا مچائیں گی، گھر کے باہر دوڑ پڑیں گی اور ابراہیم علیہ السلام واسماعیل علیہ السلام کی راہ میں مزاحم بن جائیں گی، مگر ہوا یہ کہ حضرت ہاجرہ نے جوں ہی سنا کہ اللہ کے حکم کی بناء پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بچہ کو ذبح کرنے لے گئے ہیں تو خدا کے نام وہ بھی مرمٹنے کو تیار ہوگئیں اور کہنے لگیں کہ اگر خدا نے یہ حکم دیا ہے تو پھر مجھ کو بھی منظور ہے

(۱) ابن کثیر: ۱۵/۴، قرطبی: ۱۰۵/۱۵، درمنثور: ۱۰۸/۷

اور بزبان حال یوں گویا ہوئیں کہ:

برتر از اندیشۂ سودوزیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جان ہے زندگی

غرض شیطان مایوس ہوگیا اور دوسری تدبیر سوچنے لگا کہ اس عبادت اور اطاعت سے کس طرح ان کو روکوں؟

حضرت ابراہیمؑ کو بہکانے کی کوشش ناکام

پھر وہ حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کی طرف دوڑا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کرنے لگا، کہا کہ آپ اپنے بیٹے کو لیے کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ایک حاجت اور کام سے جا رہا ہوں، شیطان کہنے لگا کہ نہیں آپ تو اس کو ذبح کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں، حضرت ابراہیمؑ نے (اسی کی زبان سے حق نکلوانے کے لیے فرمایا کہ) میں کیوں اپنے بچہ کو ذبح کروں گا؟ شیطان کہنے لگا کہ اللہ کا آپکو یہی حکم ہے اس لیے آپ اس کو ذبح کریں گے، اور ایک روایت میں ہے کہ شیطان حضرت ابراہیمؑ کے ایک دوست کی شکل میں آیا اور کہا کہ آپ ایک خواب کی بنا پر اپنے بچہ کو ذبح کرنے لے جا رہے ہیں جبکہ خواب کبھی سچا ہوتا ہے تو کبھی اس میں خطا بھی ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قسم بخدا خدا کا حکم ہے تو مجھ کو تو یہ کرنا ہی چاہئے، اس پر وہ وہاں سے بھی ناکام ونامراد واپس ہوا۔(۱)

(۱) درمنثور: ۱۰۸/۷، طبری: ۵۱۱/۱۰۔ روایات میں اس بارے میں اختلاف ملتا ہے کہ شیطان بہکانے کی کوشش میں پہلے حضرت ابراہیم کے پاس گیا یا حضرت اسماعیل کے پاس؟ مگر اس میں کوئی فیصلہ کرنا دشوار ہے۔ اس لئے یہاں ہم نے جو اختیار کیا ہے وہ کسی فیصلہ کی وجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ ایک روایت ہونے کی حیثیت سے ہے۔

حضرت اسماعیلؑ کو بہکانے کی کوشش

اس کے بعد شیطان، حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بہکانے کی کوشش کرنے لگا جب یہ حضرات منیٰ کی وادی کے قریب ہوئے تو یہ مردود شیطان حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قریب آیا اور کہنے لگا کہ خبر بھی ہے کہ تمہارے والد تم کو کہاں لے جا رہے ہیں؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی جناب میں قربانی کرنے کے لیے لے جا رہے ہیں، شیطان نے کہا کہ ہاں مگر وہ کسی جانور کی نہیں بلکہ تمہاری قربانی کرنے کے لیے جا رہے ہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ کام اللہ کے حکم سے کر رہے ہیں یا اپنی مرضی سے؟ شیطان اس کے جواب میں یہ تو نہیں کہہ سکتا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی مرضی سے کر رہے ہیں کیونکہ اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام ہرگز یقین نہ کرتے بلکہ تردید کر دیتے لہٰذا نہ چاہتے ہوئے بھی اس کو یہ کہنا پڑا کہ یہ کام وہ اللہ کے حکم سے کر رہے ہیں اس پر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ذبح کا حکم اللہ کی طرف سے ہے تو میں کیسے اس کی مخالفت کر سکتا ہوں؟ یہ سن کر شیطان خائب وخاسر لوٹ گیا، ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر وہ اللہ کی خاطر مجھے ذبح کر رہے ہیں تو میں اس پر صبر کروں گا اور اللہ اس کا اہل ہے۔(۱)

اس طرح شیطان کی یہ دوسری تدبیر بھی ناکام ہوگئی اور یہ ظاہر ہو گیا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نہیں بلکہ یہ پورا گھرانہ اور یہاں کا بچہ بچہ عشق خداوندی میں سرشار و چور ہے اور اس کی وجہ سے وہ اپنی جان بھی اللہ کے نام پر قربان کرنے کو تیار ہے۔

حضرت ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی رمیٔ جمار

حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اس جگہ شیطان پر کنکریاں ماریں تا کہ وہ دفع

(۱) بدائع الزہور: ۹۲ و در منثور: ۱۱۰/۷

ہو اور مسند احمد کی ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا گیا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ذبح کا حکم دیا گیا تو شیطان سعی کے وقت حاضر ہوا اور حضرت ابراہیمؑ سے آگے بڑھا، پس حضرت ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے بڑھ گئے ۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ کو جمرۃ العقبہ کی طرف لے گئے تو شیطان وہاں بھی ظاہر ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس کو سات کنکریاں ماریں پس وہ چلا گیا پھر جمرۃ الوسطیٰ کے پاس ظاہر ہوا تو آپ نے پھر سات کنکریاں اس کو ماریں تو وہ چلا گیا اور پھر جمرۃ الاخریٰ کے پاس ظاہر ہوا تو آپ نے پھر سات کنکریاں پھینکیں اور وہ بھاگ گیا۔(۱)

شیطان اللہ کا دشمن ہے اس کو دفع کرنے کے لیے تدبیر، دراصل اللہ تعالیٰ کی محبت وعظمت کا تقاضہ ہے اس لیے اللہ کو حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام کی یہ ادا اس قدر پسند آئی کہ اس کو حاجیوں کے لیے مشروع کر دیا اور ان حضرات کا یہ عمل قیامت تک کے لیے زندۂ جاوید بنا دیا گیا۔

باپ بیٹے کی گفتگو

غرض شیطان کو دفع کرنے اور اس کی تدبیروں اور سازشوں کو ناکام بنانے کے بعد یہ دونوں مقدس ہستیاں اللہ کے حکم کی تعمیل وتکمیل کے لیے تیاری کرنے لگیں، حضرت اسماعیل علیہ السلام نے اپنے والد سے عرض کیا کہ ذبح سے پہلے میرے ہاتھ پیر مضبوط باندھ دیں کہ کہیں ذبح کے بعد میرے تڑپنے سے آپ کے کپڑوں پر خون کے چھینٹے نہ پڑ جائیں، اور میرا منہ زمین کی طرف کر دیں تاکہ میری نظر آپ پر اور آپ کی نظر مجھ پر نہ پڑے اور جوشِ محبت تعمیلِ حکم خداوندی میں حائل نہ ہو جائے، ایک

(۱) ابن کثیر: ۱۵/۴، قرطبی: ۱۰۶/۱۵، درمنثور: ۱۰۵/۷

روایت میں یہ ہے کہ آپ مجھے اچھی طرح سے باندھ دیں کہ کہیں آپ کے کپڑوں پر میرے خون کے چھینٹے نہ پڑ جائیں۔(۱)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت اسماعیل نے عرض کیا کہ آپ اپنے کپڑوں کو مجھ سے بچا کر رکھیں تا کہ ان پر خون نہ لگ جائے اور میری والدہ اس کو دیکھکر غمگین نہ ہو جائے اور ایک بات یہ عرض کی کہ میری والدہ کو سلام سنا دینا۔(۲)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے یہ مشورہ دیا تھا کہ ان کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے جائیں مگر بدائع الزہور میں علامہ محمد بن احمد بن ایاس حنفی نے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاتھ پیر باندھنے چاہے تو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ابا جی! میرے ہاتھ پیر رسی سے نہ باندھیں کیونکہ فرشتے کہیں گے کہ اللہ کے حکم پر عمل کرنے میں اس نے جزع فزع کیا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر ان کے ہاتھ پیر جن کو باندھ دیا تھا کھول دیا۔(۳)

لیکن واللہ اعلم بالصواب پہلی بات ہی صحیح معلوم ہوتی ہے کیونکہ اکثر روایات میں اسی پہلی بات کا ذکر ہے۔

ذبح عظیم

جب پوری طرح حضرت اسماعیل علیہ السلام کو تیار کر دیا تو ذبح کے لیے ان کو پیشانی کے بل لٹا دیا جیسا کہ قرآن نے فرمایا ہے: ﴿ وَتَلَّهُ لِلْجَبِيْنِ ﴾ (کہ ان کو پیشانی کے بل لٹا دیا) اور جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا یہ مشورہ حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دیا تھا، پھر گردن پر چھری چلانے لگے اور پوری قوت و توانائی اور شدت کے ساتھ آپ نے چھری چلائی مگر حیرت ناک طور پر یہ دیکھا گیا کہ وہ چھری جو روزانہ بے شمار

(۱) درمنثور: ۷/۱۰۴، طبری: ۱۰/۵۰۷ (۲) طبری: ۱۰/۵۰۷ (۳) بدائع الزہور: ۹۲

چیزوں کو کاٹتی اور ذبح کرتی تھی وہ آج اللہ تعالیٰ کے حکم پر اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری چلانے والے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ میں کند ہوگئی ہے۔ وہ تعمیل ارشاد خداوندی میں بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے ہیں اور چھری ہے کہ اس میں رکاوٹ بن رہی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب دیکھا کہ یہ چھری تعمیل حکم میں مانع بن رہی ہے تو آپ کو غصہ آیا اور آپ نے چھری کو زور سے پھینک دیا اب اللہ تعالیٰ نے چھری کو گویائی عطا فرمائی اور چھری کہنے لگی کہ:

''اے ابراہیم! میں دو امروں کے درمیان ہوں ایک طرف خلیل کا حکم ہے کہ میں کاٹوں اور دوسری طرف رب جلیل کا حکم ہے کہ ہرگز نہ کاٹوں اور میں جلیل کا حکم مانوں گی نہ کہ خلیل کا۔''(۱)

اور بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آپ کی یہ چاقو پیتل میں تبدیل ہوگئی (غالبا یہ مطلب ہے کہ اس کا استعمال ذبح کے لیے نہیں کیا جا سکتا تھا)۔(۲)

اسی اثناء میں حضرت ابراہیم السلام کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ آواز دی گئی کہ

﴿قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا﴾

(اے ابراہیم! آپ نے خواب کو سچ کر دکھایا)

کیونکہ خواب میں یہی دیکھا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں اور یہاں بھی وہی ہوا کہ اپنی پوری قوت وطاقت اس کے لیے خرچ کر دی کہ اللہ تعالیٰ کے نام پر بیٹے کو ذبح کر دوں۔ یہ الگ بات ہے کہ اللہ نے چھری کے اندر سے کاٹنے اور ذبح کرنے کی صلاحیت سلب کر لی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اسی حالت میں ہیں کہ اللہ کا فرشتہ جبریل آتا ہے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اٹھا کر ان کی جگہ جنت کا ایک مینڈھا رکھ دیتا ہے اور

(۱) بدائع الزہور: ۹۲ (۲) درمنثور: ۱۱۲/۷

کہتا ہے کہ آپ اس مینڈھے کو ذبح کر دیجئے۔قرآن میں اسی کو فرمایا:

﴿وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴾

(ہم نے فدیہ دیا ان کا ذبح عظیم سے) (صافات:۱۰۷)

متعدد روایات میں ہے کہ یہ مینڈھا جس کو اللہ نے جنت سے حضرت اسماعیلؑ کے بدلہ میں ذبح کرنیکے لیے بھیجا تھا،وہ جنت میں چالیس سال تک چرتا رہا تھااور یہ کہ یہ وہ مینڈھا تھا جس کو حضرت آدمؑ کے بیٹے ہابیل نے اللہ کے نام قربانی کرتے ہوئے پیش کیا تھا،اللہ نے اس کو جنت میں محفوظ رکھا تھا۔(۱)

تکبیرات تشریق کی ابتداء

ایک روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر چھری چلائی تو آسمان وزمین کے فرشتے بےقرار ہوکر چیخ اٹھے اور پرندوں اور جانوروں میں ہلچل مچ گئی کہ یہ کیا ہورہا ہے؟اور سب نے اللہ کی جناب میں عرض کیا کہ اے اللہ!اس شیخ پراوراس بچہ پررحم فرما۔(۲)

پھر یہ دیکھ کر حضرت جبریل علیہ السلام کی زبان سے نکلا " اللہ اکبر اللہ اکبر" اور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ نے فرمایا" لاالٰہ الااللہ واللہ اکبر"اور حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا" اللہ اکبر وللّٰہ الحمد" یہ تکبیر تشریق ہے جو ایام تشریق میں سنت قرار پائی اور آج تک باقی ہے۔(۳)

عبرت وموعظت

یہ پوراواقعہ ہمارے لیے عبرت وموعظت ہےاوراس کے جزء جزءاوراس کی ایک ایک کڑی میں ہمارے لیے ہدایت کا سامان ہے-بعض اجزاء پر کلام اورعرض

---

(۱)طبری:۵۱۶/۱۰،درمنثور:۱۱۳/۷(۲)بدائع الزہو:۹۲(۳)قرطبی ۱۰۲/۱۵

کیا گیا ہے مگر مجموعی حیثیت سے یہ پورا واقعہ ہمارے لیے جو عبرت اور موعظت کا سامان بہم پہنچا تا ہے وہ یہ ہے کہ بندۂ مومن اللہ کی محبت میں، اللہ کے حکم کے مطابق ، ہر چیز قربان کرنے تیار ہوجا تا ہے، مال تو اسکی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتا کہ اس کی قربانی اس کے لیے مشکل ہو، وہ تو اس سے بڑھ کر اپنی لاڈلی اور پیاری اولاد کو بھی اس کے نام پر ذبح کرنے کو تیار ہوجا تا ہے، اس کی نظر اس پر ہوتی ہے کہ میرا اللہ مجھ سے راضی وخوش رہے، قربانی کا یہ واقعہ دراصل اسی محبتِ خداوندی کا مظاہرہ ہے۔ لہٰذا قربانی کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اسی جذبہ اور ایسی ہی محبت خداوندی کے ساتھ قربانی کریں، کیونکہ اسلام کا منشأ اس عمل سے یہی ہے کہ بندہ اللہ کی محبت میں سرشار اور چور رہے اور اسی کے مظاہرہ کے لیے قربانی پیش کرے، یہی وجہ ہے کہ جانور کی قربانی کی جگہ کوئی شخص غرباء اور مساکین کو روپیہ دیدے تو قربانی کا ثواب نہ ملے گا اور یہ جائز نہ ہوگا، کیونکہ قربانی کا مقصد غریبوں کی امداد نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کوئی گوشت لینے والا نہ ہو تب بھی قربانی ہی کرنا ضروری ہے۔

غرض یہ کہ جس طرح حضرت ابراہیم وحضرت اسماعیل علیہما السلام نے اللہ کی محبت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی اس طرح ہم کو بھی چاہیے کہ اس خالق و مالک کی محبت میں ہمہ وقت اس کے احکام کی اطاعت کے لیے تیار رہیں اور اس کے لیے ہر طرح کی قربانی دیں یہی وہ چیز ہے جس نے اسلام کو ہر دور میں زندہ اور تاباں رکھا ہوا ہے اور یہی وہ عظیم ومبارک جذبہ ہے جس نے اسلام دشمن طاقتوں کو حیراں و پریشاں کیا ہوا ہے کہ اسلام کی اس قدر مخالفت اور اس کی خلاف سازشوں کے اس قدر جال بچھائے جانے کے باوجود وہ آج تک کس طرح نہ صرف زندہ ہے بلکہ ہر روز ترقی کی طرف گامزن ہے۔